PRINCIPLES OF INTERPRETATION OF THE STATUTORY TEXT OF QURAN AND SUNNAH

قرآن وسنت کی قانونی نصوص کی تعبیر وتشریح کے اصول

Nasir Amin, Research Scholar, Department of Usooluddin, Faculty of Islamic Studies, University of Karachi, nasiramin763@gmail.com , https://orcid.org/0000-0002-1435-3494
Muhammad Ismail Arfi, Department of Usooluddin, University of Karachi, drismailaarifi@uok.edu.pk , https://orcid.org/0000-0002-7707-461X

ABSTRACT: *Allah Almighty sent the Holy Prophet Muhammad (saw) as the last prophet alongwith His last book. Neither prophet will come after him nor will other divine book come. The Qur'an and the Sunnah of the Holy Prophet (saw) contain instructions for the solution of all the problems of human beings until the Day of Judgment. Even more astonishing is the fact that there are limited verses of the Qur'an and limited hadiths from the Sunnah, which provide solutions to the infinite problems that will come up until the Day of Judgment. However, this is possible only through the correct interpretation of the Qur'an and Sunnah. This article discusses the principles of interpretation of these limited statutory texts of the Qur'an and Sunnah; and the beginning, compilation and evolution of these principles. It has also been proven in the article that the art of interpreting the laws is in fact the invention of Muslim Jurists. Before them, the world of law was unfamiliar with this field of law.*
KEYWORDS: *Islamic Jurisprudence, Islamic Law, Islamic Statutory text, Principles of Interpretation of Islamic Statutory Text.*

اللہ تعالی نے انسان کواشرف المخلوقات بناکراس دنیامیں بھیجااوراس کی رہنمائی کے لیے ہر دور میں اپنے پیغمبر بھیجے جو لوگوں کوان کے خالق کا پیغام پہنچاتے اوران کی تخلیق کا مقصد بتاتے اور لوگوں کوان فرائض اور ذمہ داریوں سے آگاہ کرتے جو اللہ تعالی نے ان پر عائد کی ہیں۔ اس مقصدکے لیے اللہ تعالی ہر زمانے میں اپنے کسی بندے کو اپنا پیغمبر اور رسول بناکر ایک مخصوص شریعت دے کر بھیجتے جو اُس دور کے لوگوں کے لیے لازم العمل ہوتی پھر اگلے دور میں دوسرے رسول کو اُس دور کے حالات کے اعتبار سے نئ شریعت اور احکامات دے کر بھیجتے۔ یوں ہر دور میں اصولی احکام ایک ہی رہتے اور فروعی احکام ہر دور کے معروضی حالات کے مطابق بدلتے رہے۔ بالفاظ دیگر ہر دور میں دین تو ایک ہی رہا یعنی دینِ اسلام البتہ شریعتیں بدلتی رہیں۔ قرآن مجید میں اللہ تعالی نے فرمایا: ''وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِيْٓ اِلَيْهِ اَنَّه لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ۔'' (القرآن، الانبیاء) "اورآپ سے پہلے ہم نے کوئی ایسا رسول نہیں بھیجا جس پر ہم نے یہ وحی نازل نہ کی ہو کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں ہے، لہٰذا میری عبادت کرو۔" دوسری جگہ ارشاد فرمایا: ''اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ۔'' (القرآن، آل عمران) "بے شک دین اللہ کے نزدیک اسلام ہی ہے۔" مختلف ادوار کے لوگوں کے لیے الگ الگ رسول بھیجنے کے بارے میں فرمایا: ''ثُمَّ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا تَتْرَا كُلَّمَا جَاۗءَ اُمَّةً رَّسُوْلُهَا كَذَّبُوْهُ فَاَتْبَعْنَا بَعْضَهُمْ بَعْضًا وَّجَعَلْنٰهُمْ اَحَادِيْثَ فَبُعْدًا لِّقَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ۔'' (القرآن، المؤمنون) "پھر ہم نے مسلسل اپنے پیغمبر بھیجے، جب بھی کسی قوم کے پاس ان کا پیغمبر آتا تو وہ اسے جھٹلاتے، چنانچہ ہم نے بھی ایک کے بعد ایک کو ہلاک کرنے کا سلسلہ باندھ

دیا، اور انہیں قصہ کہانیاں بناڈالا۔ پھٹکار ہے ان لوگوں پر جو ایمان نہیں لاتے۔"

یوں مختلف ادوار میں انسان دنیا کے طول و عرض میں پھیل کر بستے رہے اور ہر دور کے حالات کے اعتبار سے مختلف احکامات آتے رہے اور ان الٰہی احکامات کے ذریعہ انسانی مزاج اور اخلاق کی بتدریج پرورش ہوتی رہی یہاں تک کہ انسانیت عہد طفولت سے عہد شباب میں پہنچ گئی تو بالآخر اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ کو آخری نبی اور رسول بنا کر آخری شریعت دے کر اس آخری امت میں مبعوث فرمایا۔ اس کے بعد قیامت تک اب کوئی نیا نبی اور کوئی نئی شریعت نہیں آئے گی بلکہ رہتی دنیا تک ساری اقوام کے لئے اسی پر عمل کرنا لازم ہوگا جس کا قرآن مجید میں واضح الفاظ میں اعلان کر دیا گیا: ''مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا۔'' (القرآن، الاحزاب) "محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تم مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں، لیکن اللہ کے رسول ہیں، اور تمام انبیاء میں سب سے آخری نبی ہیں، اور اللہ ہر چیز کا علم رکھنے والا ہے۔"

سورت المائدہ میں فرمایا: ''اَلْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا۔'' (القرآن، المائدۃ) "آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا، تم پر اپنی نعمت مکمل کر دی، اور تمہارے لیے اسلام کو دین کے طور پر پسند کر لیا۔"

چونکہ شریعت محمدی ﷺ کو قیامت تک باقی رہنا ہے لہٰذا اللہ تعالیٰ نے قیامت تک آنے والے تمام انسانوں کی رہنمائی اور زندگی گزارنے کے دستور کے طور پر اپنی کتاب قرآن مجید کو حضرت محمد ﷺ پر نازل فرمایا۔ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی وہ معجزاتی کتاب ہے جو قیامت تک آنے والے ہر دور کے تمام انسانوں کے لیے مکمل ضابطہ حیات ہے۔ گزشتہ الہامی کتابوں کے برعکس قرآن مجید کو اللہ تعالیٰ نے ہر قسم کے تحریف سے محفوظ رکھا اور اس کی حفاظت کی ذمہ داری خود اپنے ذمہ لی، جیسا کہ سورۃ الحجر میں فرمایا: ''اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ۔'' (القرآن، الحجر) "بے شک یہ قرآن ہم نے ہی اتارا ہے، اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔" دوسری جگہ فرمایا: ''لَا يَاْتِيْهِ الْبَاطِلُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ، تَنْزِيْلٌ مِّنْ حَكِيْمٍ حَمِيْدٍ۔'' (القرآن، حم السجدۃ) "اس (کتاب) تک باطل کی کوئی رسائی نہیں ہے نہ اس کے آگے سے نہ اس کے پیچھے سے یہ حکمت والی تعریف والی ذات کی طرف سے اتاری گئی ہے۔" اللہ تعالیٰ نے اس کتاب کی تشریح کا فریضہ آپ ﷺ کو سونپا اور فرمایا: ''وَاَنْزَلْنَا اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ۔'' (القرآن، النحل) "اور ہم نے آپ پر یہ قرآن اس لیے نازل کیا ہے تاکہ آپ لوگوں کے سامنے ان باتوں کو واضح کریں جو ان کے لیے اتاری گئی ہیں۔"

چنانچہ حضور ﷺ نے اپنی سنت اور احادیث کے ذریعہ اس قرآن کی تشریح کی۔ پھر صحابہ کرامؓ نے نبوی تربیت اور تعلیمات کی روشنی میں ان دو ماخذ قرآن وسنت سے اجتہاد کے ذریعہ نئے پیش آمدہ مسائل کے احکامات معلوم کیے اور اسلامی قوانین وضع کیے اور جس مسئلہ کے حکم پر سب کا اتفاق ہو جاتا ہو وہ اجماع کا درجہ حاصل کر لیتا۔ پھر تابعینؒ نے صحابہ کرامؓ کی صحبت اور تربیت کی روشنی میں دو بنیادی ماخذ قرآن وسنت اور صحابہ کرامؓ کے اجماعات اور اجتہادات کو سامنے رکھتے ہوئے اپنے دور کے نئے پیش آمدہ مسائل کے احکامات معلوم کیے اور نئے اسلامی قوانین وضع کیے۔ یوں اسلامی احکامات اور قوانین کے چار ماخذ اور مصادر ہوئے: ۱۔ قرآن ۲۔ سنت ۳۔ اجماع ۴۔ اجتہاد و قیاس اجماع اور قیاس کی بنیاد بھی چونکہ قرآن وسنت میں ہوتی ہے لہٰذا اسلامی قانون کے بنیادی، اصلی اور اولین ماٰخذ قرآن وسنت ہی ہیں۔ گویا

قرآن وسنت شریعت محمدی ﷺ کے وہ دو بنیادی مآخذ ہیں جن سے تمام اسلامی قوانین کے چشمے پھوٹتے ہیں۔ تمام اسلامی قوانین و احکام، شخصی، عائلی، مالی، دیوانی، فوجداری، ملکی اور بین الاقوامی کا استنباط انہی محدود قانونی نصوص کی تعبیر و تشریح کے ذریعہ کیا جاتا ہے۔
لیکن قرآن وسنت کی نصوص کی تعبیر و تشریح اور ان سے احکام اور قوانین کا استنباط چند اصول اور قواعد و ضوابط کا پابند ہے جو صحابہ کرامؓ اور تابعینؒ اور فقہاء کے پیش نظر تھے۔ قران وسنت کی نصوص کی تعبیر و تشریح کے اصول تابعینؒ کے دور سے مدون ہونا شروع ہوئے۔ ان اصول اور قواعد و ضوابط کو اصول تعبیر قانون یا اصول تفسیر قانون (Principles of interpretation of statute) کہا جاتا ہے۔ قانون میں مسلمانوں کی یہ وہ شاہکار ایجاد ہے جس سے دنیائے قانون ناواقف تھی۔ مغربی دنیا تو ڈیڑھ دو صدی قبل تک اس فن سے ناآشنا تھی۔

قرآن وسنت کی قانونی نصوص

قرآن وسنت کی قانونی نصوص سے مراد وہ نصوص ہیں جن میں قوانین اور احکام بیان کیے گئے ہیں۔ قرآن وسنت کی تمام نصوص قوانین و احکام کے مصادر نہیں۔ قرآن مجید میں متعدد مضامین ذکر کیے گئے ہیں۔ بہت سی آیات کا تعلق وعظ و نصیحت سے ہے جن میں کہیں اللہ کی نعمتوں اور اس کائنات میں پھیلے توحید کے دلائل کا ذکر کرتے ہوئے اللہ کی طرف دعوت دی گئی ہے، کہیں پچھلی امتوں کے واقعات اور احوال کو بطور عبرت ذکر کرکے اللہ کی طرف بلایا گیا ہے اور کہیں مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے، قیامت، جنت اور جہنم کا ذکر کرکے وعظ و نصیحت کی گئی ہے۔ بہت سی آیات کا تعلق جدل اور امثال سے ہے جن میں مخالفین مشرکین، یہود اور نصاری کے نظریات اور عقائد کا مدلل انداز میں رد کیا ہے اور اسلامی عقائد توحید، رسالت، آخرت وغیرہ کو دلائل سے ثابت کیا گیا اور مثالوں سے اس کی وضاحت کی گئی۔ غرض قرآن مجید کا ایک بڑا حصہ انہی مضامین پر مشتمل ہے۔
کچھ آیات ایسی ہیں جن میں قوانین اور احکام بیان کیے گئے ہیں جن کو آیات احکام کہا جاتا ہے۔ اسی طرح احادیث کا ایک حصہ ایسا ہے جن میں قوانین اور احکام بیان کیے گئے ہیں جن کو احادیث احکام کہا جاتا ہے۔ لہٰذا قرآن وسنت کی تمام نصوص قوانین و احکام کے مصادر نہیں بلکہ ان میں محدود آیات اور احادیث ہیں جو قانونی نصوص کا درجہ رکھتی ہیں جن کو شرعی اصطلاح میں آیات احکام اور احادیث احکام کہا جاتا ہے۔ اس مضمون کے عنوان میں 'قانونی نصوص' سے یہی نصوص احکام مراد ہیں۔ قانونی نصوص یا نصوص احکام کی تعبیر و تشریح کے اصول دیگر عام نصوص کی تفسیر کے اصول کے مقابلہ میں زیادہ مفصل، دقیق اور پیچیدہ ہیں۔ اس مضمون کے عنوان میں 'تعبیر و تشریح کے اصول' سے یہی اصول مراد ہیں۔ قرآن مجید کی قانونی نصوص جو احکام اور قوانین کا مصدر ہیں یا ان سے احکام نکلتے ہیں، ان کی چند مثالیں درج ذیل ہیں:
''وَلِلَّهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا۔'' (القرآن، آل عمران) "اور اللہ کے لیے ان لوگوں پر بیت اللہ کا حج فرض ہے جو اس تک پہنچنے کا استطاعت رکھتے ہیں۔" ''يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ۔'' (القرآن، البقرۃ) "اے ایمان والو تم پر روزے فرض کیے گئے ہیں جیسے تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیے گئے تاکہ تم پرہیزگار بنو۔" ''حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ۔'' (القرآن، النساء) "تم پر تمہاری مائیں حرام کی گئیں ہیں۔" ''يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلَى۔'' (القرآن، البقرۃ) "اے ایمان والو تم پر قتل کیے جانے والوں کے حق میں (قاتلوں سے) قصاص فرض کیا گیا ہے۔" ''الزَّانِيَةُ وَالزَّانِي فَاجْلِدُوا كُلَّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ۔'' (القرآن، النور) "زنا کرنے والے مرد اور عورت دونوں میں سے ہر ایک کو سو کوڑے لگاؤ۔"

''وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُواْ أَيْدِيَهُمَا جَزَاء بِمَا كَسَبَا نَكَالاً مِّنَ اللّهِ وَاللّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ-''(القرآن، المائدة) "چوری کرنے والے مرد اور عورت کے، ان کیے کے بدلے اللہ کی طرف سے بطور عبرت کے ان کے ہاتھ کاٹو، اور اللہ صاحب اقتدار اور حکمت والا ہے۔"

قرآن مجید کی قانونی نصوص جو احکام اور قوانین کا مصدر ہیں ان کی تعداد کے بارے میں متعدد اقوال ہیں۔ اس بارے مشہور قول یہ ہے کہ قرآن مجید کی پانچ سو آیات ایسی ہیں جن میں احکام اور قوانین بیان کیے گئے ہیں۔ مقاتل ابن سلیمانؒ نے آیات احکام کی تفسیر لکھی جس کا نام ہی یہ ہے: " تفسیر خمس مائۃ آیۃ من القرآن" ہے۔ متعدد علماء نے اسی قول کو لیا ہے۔ علامہ ابن العربی فرماتے ہیں:''وقد عد العلماء آيات كتاب الله الأحكامية فوجدوها خمسمائة آية-'' (العربي ۱۹۹۹، ۱۳۵) امام غزالی فرماتے ہیں:''ما تتعلق به الأحكام منه وهو مقدار خمسمائة آية-''(الغزالی ۱۹۹۳، ۳۴۲) ایک قول یہ ہے کہ آیات احکام ایک سو پچاس ہیں۔ جیسا کہ الاتقان میں ہے:''وقال بعضهم: مائة وخمسون-'' (سیوطی ۱۹۷۴، ۴/۴۰) ایک قول دو سو آیات کا ہے۔ جیسا کہ صدیق حسن خان قنوجی لکھتے ہیں:''وإنما هي مائتا آية-'' (قنوجی ۲۰۰۳، ۹) مگر مشہور قول وہ ہی جو ہم نے پہلے ذکر کیا کہ آیات احکام کی تعداد پانچ سو ہے۔

سنت کی قانونی نصوص جن میں احکام اور قوانین بیان کیے گئے ہیں، ان کی چند مثالیں درج ذیل ہیں: ''هو الطهور ماؤه الحلّ ميتته-''(ترمذی، ۱/ ۱۰۰)"سمندر کا پانی پاک ہے اور اس کا میتہ حلال ہے۔" ''إنّ الماء طهور لا ينجّسه شيء-''(ابوداود، ۱/۶۵) "بے شک پانی پاک کرنے والا ہے کوئی چیز اس کو ناپاک نہیں کرتی۔" ''إذا دُبغ الإيهاب فقد طهر-''(مسلم ۱۹۵۵، ۱/۲۷۷)"جب کھال کو دباغت دے دی جائے تو وہ پاک ہو جائے گی۔" ''إنها ليست بنجس، إنها من الطوافين عليكم والطوافات-''(ابوداود، ۱/۶۷)"یہ بلی کا جوٹھا نجس نہیں، کیونکہ اس کا ہر وقت تمارے پاس آنا جانا لگا رہتا ہے۔"

احادیث میں وہ نصوص جو احکام اور قوانین کا مصدر ہیں یا ان سے احکام نکلتے ہیں ان کی تعداد کے بارے میں بھی اختلاف ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ احادیث احکام تین ہزار ہیں، جیسا کہ ابن عربیؒ لکھتے ہیں: ''وهي نحو ثلاث آلاف سنة-'' (العربي ۱۹۹۹، ۱۳۵)

علامہ ابن حجرؒ نے احادیث احکام کی تعداد سے متعلق مختلف اقوال ذکر کیے ہیں۔ امام احمد بن حنبلؒ نے ابن مہدی سے یہ قول نقل کیا ہے کہ احادیث احکام کی تعداد آٹھ سو ہے۔ قاضی ابوبکر ابن العربی فرماتے ہیں کہ صحیحین میں احادیث احکام کی تعداد دو ہزار ہے۔ امام ابوداود سجستانی نے ابن المبارک سے نو سو کا قول نقل کیا ہے۔ چنانچہ النکت علی کتاب ابن الصلاح میں ہے:''وقال أحمد بن حنبل: وسمعت ابن مهدي يقول: الحلال والحرام من ذلك ثمانمائة حديث. وكذا قال إسحاق بن راهويه عن يحيى بن سعيد. وذكر القاضي أبو بكر ابن العربي أن الذي في الصحيحين من أحاديث الأحكام نحو ألفي حديث. وقال أبو داود السجستاني عن ابن المبارك: تسعمائة-'' (الحجر ۱۹۸۴، ۱/۲۹۹) مگر مشہور قول وہ ہی جو ہم نے پہلے ذکر کیا کہ احادیث احکام کی تعداد تین ہزار ہے۔

تعبیر وتشریح کا مفہوم

'تعبیر' لغت میں مفہوم، منشا، معنی، مراد، وضاحت اور تشریح کے معنی میں آتا ہے۔ فیروز اللغات میں تعبیر کا معنی توضیح اور تشریح کے ذکر کیے گئے ہیں (فیروز ۲۰۱۰، ۳۶۴)۔ 'تشریح' شرح سے ہے جس کے معنی ہیں: بخوبی بیان کرنا، شرح کرنا۔ اسی طرح یہ لفظ تفسیر، تفصیل

اور وضاحت کے معنی میں آتا ہے (فیروز ۲۰۱۰، ۳۶۱)۔ تعبیر وتشریح لیے انگریزی میں Interpretation اور Construction کی اصطلاح استعمال ہوتی ہے۔ فلسفہ قانون کے ماہر John Salmond نے Interpretation یعنی قانون کی تعبیر وتشریح کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے:

"The process by which, the courts seek to ascertain the meaning of the legislature through the medium of the authoritative forms in which it is expressed."(Salmond 1913, 138)

" تعبیر و تشریح سے مراد وہ عمل ہے جس میں (کسی قانون میں) قانون ساز ادارے کی مراد کا تعین ان مستند قواعد کے ذریعے کیا جاتا ہے جن قواعد کے تحت وہ قانون لکھا گیا ہے۔" گویا قانون کی تعبیر و تشریح سے مراد قانون کے الفاظ کی تشریح اور وضاحت کرنا اور قانون کی عبارت سے اسی معنی کو واضح کرنا جو اس کے الفاظ سے مفہوم ہو اور قانون بنانے والے کی منشا اور مراد کے مطابق ہو۔

قرآن وسنت کی قانونی نصوص کی تعبیر وتشریح

قرآن وسنت کی قانونی نصوص یا شرعی نصوص کی تعبیر و تشریح کا مطلب ہے کہ شرعی نصوص کا وہ معنی بیان کرنا جو نصوص کے الفاظ سے مفہوم ہو اور شارع کی منشا اور مراد کے مطابق ہو۔ یعنی شرعی قانونی نصوص کی تعبیر و تشریح کے لیے جہاں یہ معلوم ہونا ضروری ہے کہ نص کے لفظ کے معنی کا تعین لغوی قواعد کی روشنی میں کیا جائے بایں طور کہ وہ لفظ لغت میں کس معنی کے لیے وضع ہوا اور نص میں کس معنی میں استعمال ہوا اور نص سے اس کے معنی کا وضوح کس حد تک ہے اور لفظ کی اس معنی پر دلالت کس طور پر ہے، اسی طرح یہ بھی جاننا ضروری ہے کہ لفظ کا معنی شارع کی منشا اور مراد اور مقاصد شریعت کے خلاف بھی نہ ہو۔

اس سے 'اصول تعبیر و تشریح' کی تعریف بھی معلوم ہو گئی کہ اصول تعبیر و تشریح سے مراد ایسے اصول اور قواعد ہیں جن کے ذریعہ شرعی نصوص کا معنی شارع کے منشا اور مراد کے مطابق معلوم کیا جائے۔ اصول تعبیر و تشریح کے اس مفہوم کا بنظر غائر جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ شرعی اصول تعبیر و تشریح کا علم درحقیقت علم اصول فقہ کا مترادف ہے۔ عموماً اصول فقہ کے ایک بنیادی موضوع 'دلالات' کو اصول تعبیر و تشریح کہا جاتا ہے۔ لیکن راقم الحروف کے نزدیک اصول تعبیر و تشریح بھی اصول فقہ کی طرح عام ہے اور دونوں ایک دوسرے کے مترادف ہیں کیونکہ اصول تعبیر و تشریح سے وہ اصول مراد ہیں جن کو بروئے کار لاتے ہوئے نصوصِ احکام سے احکام اخذ کیے جائیں۔ اگر ان اصول اور قواعد کو اس حیثیت سے دیکھا جائے کہ ان کے ذریعہ قرآن وسنت کی نصوص کا معنی شارع کی منشا اور مراد کے مطابق معلوم کیا جائے تو ان کو اصول تعبیر و تشریح کہا جائے گا اور اگر ان اصول اور قواعد کو اس حیثیت سے دیکھا جائے کہ ان کے ذریعہ قرآن وسنت سے فقہ اور فقہی مسائل کا استنباط کیا جاتا ہے تو ان کو اصول فقہ بھی کہا جاسکتا ہے۔

شرعی نصوص کی تعبیر وتشریح کا آغاز وارتقاء

شرعی نصوص کی تعبیر و تشریح کا آغاز تو حضور اقدس ﷺ کے دور سے ہی ہو گیا تھا۔ خود حضور اقدس ﷺ نے اس کو قرآن کی نصوص کے لیے اختیار کیا بلکہ قرآن کی نصوص کی تشریح اور تبیین آپ کا فریضہ منصبی تھا، جیسا کہ قرآن میں اللہ تعالی نے فرمایا: ''وَاَنْزَلْنَا اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ۔'' (القرآن، النحل) "اور ہم نے آپ پر یہ قرآن اس لیے نازل کیا ہے تاکہ آپ لوگوں کے سامنے اُن باتوں کی واضح تشریح کر دیں جو ان کے لیے اتاری گئی ہیں۔" چنانچہ کئی آیات ایسی ہیں جن کی تعبیر اور تشریح اور معنی کی تعیین خود آپ ﷺ نے فرمائی۔ صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی روایت میں آپ ﷺ نے آیت الذین آمنوا ولم یلبسوا إیمانهم بظلم میں ظلم کی

تفسیر شرک سے کی۔ ''عن عبد الله رضي الله عنه، قال: لما نزلت {الذين آمنوا و لم يلبسوا إيمانهم بظلم} ، قلنا: يا رسول الله، أينا لا يظلم نفسه؟ قال: "ليس كما تقولون، { لم يلبسوا إيمانهم بظلم} بشرك، أو لم تسمعوا إلى قول لقمان لابنه يا بني لا تشرك بالله إن الشرك لظلم عظيم"-'' (بخاری ۲۰۰۱، ۱۴۱/۴) "حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ جب یہ آیت الذين آمنوا و لم يلبسوا إيمانهم بظلم نازل ہوئی تو ہم نے کہا یا رسول اللہ ہم میں سے کون ہے جو اپنی جان پر ظلم نہ کرتا ہو۔ تب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ظلم کا یہ معنی مراد نہیں ہے، بلکہ یہاں ظلم سے مراد شرک ہے۔ کیا تم نے لقمان کی اپنے بیٹے کو یہ نصیحت نہیں سنی کہ شرک ظلم عظیم ہے۔" مسند احمد میں حضرت عدی بن حاتمؓ کی حدیث میں آپ ﷺ نے سورہ فاتحہ کی آخری آیت کی تفسیر میں فرمایا: ''إن المغضوب عليهم اليهود، والضالين النصاري-'' (احمد ۱۹۹۹، ۱۲۴/۳۲) "المغضوب علیھم سے یہود ہیں اور الضالین سے عیسائی مراد ہیں۔"

اسی طرح صحیح مسلم کی روایت میں آپ ﷺ نے آیت وأعدوا لهم ما استطعتم من قوة میں قوۃ کی تفسیر فرمائی: ''عن عقبة بن عامر يقول سمعت رسول الله صلى الله عليه و سلم وهو على المنبر يقول (وأعدوا لهم ما استطعتم من قوة ألا أن القوة الرمي ألا أن القوة الرمي ألا أن القوة الرمي)-'' (مسلم ۱۹۵۵، ۱۵۲۲/۳) "حضرت عقبہ بن عامرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو منبر پر قرآن مجید کی آیت وأعدوا لهم ما استطعتم من قوة کے بارے میں یہ فرماتے ہوئے سنا آپ ﷺ نے تین مرتبہ ارشاد فرمایا: سن لو! قوت سے مراد تیر اندازی ہے۔"

آپ ﷺ کے بعد صحابہ کرامؓ جن کی مادری زبان میں نصوص وارد ہوئیں اور قرآن کی آیات کا نزول جن کے سامنے ہوتا تھا اور جو اس دور کے حالات سے بخوبی واقف تھے، انہوں نے آپ ﷺ کی تفسیرات اور تشریحات اور آپ ﷺ سے حاصل کردہ بے مثال تربیت اور دینی بصیرت کی روشنی میں نصوص کی تعبیر وتشریح کے وہ اصول اور قواعد وضع کیے جن کی بنیاد پر آگے چل کر 'اصول تعبیر و تشریح' اور 'اصول فقہ' کا علم وجود میں آیا۔ جس کی چند مثالیں درج ذیل ہیں: حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے اس عورت کی عدت کے بارے میں پوچھا گیا جس کا شوہر فوت ہو گیا ہو اور اس کے ہاں بچے کی ولادت بھی ہونے والی ہو تو انہوں نے فرمایا کہ اس کی عدت وضع حمل ہے اور انہوں نے اس پر استدلال سورۃ النساء کی اس آیت سے کیا: ''وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ-'' (القرآن، الطلاق) "اور جو عورتیں حاملہ ہوں، ان کی عدت یہ ہے کہ ان کا بچہ پیدا ہو جائے۔" جبکہ سورۃ بقرہ کی اس آیت میں ایسی عورت کی عدت چار ماہ اور دس دن بیان کی گئی ہے: ''وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا يَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا-'' (القرآن، البقرة) "اور تم میں سے جو لوگ وفات پا جائیں، اور بیویاں چھوڑ کر جائیں تو وہ بیویاں اپنے آپ کو چار مہینے اور دس دن انتظار میں رکھیں گی۔" تو اس کے بارے میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ سورۃ الطلاق سورۃ بقرہ کے بعد نازل ہوئی۔ اس سے انہوں نے ایک اصولی قاعدہ کی طرف اشارہ فرمادیا کہ بعد میں نازل ہونے والا حکم پہلے والے حکم کے لیے ناسخ یا مخصِص ہوتا ہے۔ یہاں انہوں نے اصولی منہاج کو اختیار کیا۔ (ابوزہرہ ۱۹۵۷، ۱۱)

یعنی پہلے نازل ہونے والے حکم اور اس کی تعبیر و تشریح اسی مسئلہ میں بعد میں نازل والے حکم کی روشنی میں کی جائے گی اور بعد میں نازل ہونے والے احکامات کو پیش نظر رکھا جائے گا۔ اسی اصول کے بارے میں ڈاکٹر محمود احمد غازیؒ فرماتے ہیں: "قرآن پاک کی کسی ایک آیت

کو الگ سے دیکھ کر فیصلہ نہیں کیا جائے گا بلکہ اس کے مضمون کو دیکھ کر بعد میں آنے والی دوسری ہم مضمون آیات کی روشنی میں اس کے مفہوم کو سمجھا جائے گا اور اس کا صحیح محمل قرار دیا جائے گا۔ آج دنیا کے ہر نظامِ قانون میں اس بات کو تسلیم کیا جاتا ہے کہ قانون کی کسی دفعہ کا حقیقی منشا اور مفہوم متعین کرنے کے لیے ان تمام دفعات کو دیکھا جائے جو بعد میں اس موضوع پر آئی ہیں۔ قانون کی ایک عبارت ہے جو عموماً جج صاحبان کے فیصلوں میں کثرت سے استعمال ہوتی ہے: to be read with، فیصلہ میں جج لکھتا ہے کہ Under section such-and-such of the Pakistan Penal Code, read with section such-and-such، یعنی میں یہ فیصلہ کرتا ہوں کہ فلاں دفعہ کو فلاں دفعہ کے ساتھ ملا کر پڑھا جائے اور ان دونوں کو فلاں قانون کی فلاں دفعہ کے ساتھ پڑھا جائے، اس کی روشنی میں یہ حکم قرار دیا جاتا ہے۔ آج دنیا کی ہر عدالت میں اس قاعدہ کا استعمال کیا جاتا ہے۔ اس قاعدہ کے بانی حضرت عبداللہ بن مسعودؓ ہیں۔" (غازی ۲۰۰۵، ۶۷)

اسی طرح شراب نوشی پر حضور اقدس ﷺ کے دور میں سزا تو دی گئی لیکن کوئی متعین سزا نہیں تھی۔ حضرت عمر فاروقؓ دور میں جب دیگر نئی اقوام اسلام میں داخل ہوئیں تو شراب نوشی کے واقعات کثرت سے پیش آنے لگے تو حضرت عمر فاروقؓ نے شراب نوشی کی سزا سے متعلق صحابہ کرامؓ سے مشاورت کی۔ جیسا کہ مؤطا امام مالک میں ہے: ''أن عمر بن الخطاب استشار في الخمر يشربها الرجل فقال له علي بن أبي طالب نرى أن تجلده ثمانين فإنه إذا شرب سكر وإذا سكر هذى وإذا هذى افترى أو كما قال فجلد عمر في الخمر ثمانين۔'' (مالک ۲۰۰۴، ۵/۱۲۳۴) "حضرت عمر فاروقؓ نے شراب نوشی کی سزا سے متعلق مشورہ طلب کیا تو حضرت علیؓ نے فرمایا کہ ہماری یہ رائے ہے کہ ایسے شخص کو اسی کوڑے لگائے جائیں کیونکہ جب شراب پیے گا تو نشے میں مبتلا ہو گا اور جب نشہ آئے گا تو اول فول بکے گا اور جب اول فول بکے گا تو کسی پر الزام تراشی اور تہمت لگائے گا سو اُسے تہمت کی سزا دی جائے چنانچہ حضرت عمر فاروقؓ نے شراب نوشی کی سزا اسی کوڑے مقرر فرمائی۔" یہاں حضرت علیؓ نے ایک اصول وضع کیا کہ کسی حکم کا نتیجہ کیا نکلے گا، یعنی حکم بالمآل اور سد الذرائع پر فیصلہ کا اصول وضع کیا۔ اس طرح کی سینکڑوں مثالیں ہیں جن میں صحابہ کرامؓ کے اجتہادات اور نصوص کی تشریح میں ان کے پیش نظر کچھ اصول، مناہج اور اسلوب ہوتے تھے جن کی اپنے اجتہادات میں کبھی وہ تصریح کرتے تھے اور کبھی تصریح نہیں کرتے لیکن انہی اصول پر نصوص کی تشریح اور ان سے احکامات مستنبط کرتے تھے۔ گویا صحابہ کرامؓ نے جہاں اجتہاد کے ذریعہ بہت سی نئی فقہی جزئیات کا حکم معلوم کیا وہاں انہوں نے بہت سے اصولی قواعد کا بھی پتا لگایا اور ان کے اجتہادات اور نصوص کی تشریحات کی پشت پر باضابطہ اصولی قواعد موجود تھے۔

صحابہ کرامؓ کے بعد تابعین نے صحابہ کرامؓ کی صحبت اور تربیت میں رہ کر حاصل کردہ دینی بصیرت کی روشنی میں نصوص کی تعبیر و تشریح کا فریضہ سرانجام دیا۔ سعید ابن المسیبؒ، علقمہؒ، ابراہیم نخعیؒ اور قاضی شریحؒ جیسے نامور فقہاء نے اپنے دور میں نئے حوادث کے احکام قرآن وسنت کی نصوص سے اپنے اجتہادات اور صحابہ کرامؓ کے فتاوی اور اصول کی روشنی میں معلوم کیے اور تعبیر و تشریح کے مزید نئے اصول وضع کیے۔

اصولِ تعبیر و تشریح کی تدوین کی ضرورت

صحابہ کرامؓ اور کبار تابعینؒ کے دور میں وہ اصول جن کو بعد میں اصول فقہ یا اصول تعبیر و تشریح کا نام دیا گیا، مدون نہیں ہوئے تھے۔ اس کی وجہ یہ تھی اسلام کے ابتدائی دور میں صحابہ کرامؓ جن کی مادری زبان میں نصوص وارد ہوئیں اور قرآن کی آیات کا نزول جن کے سامنے ہوتا تھا اور جو اس دور کے حالات سے بخوبی واقف تھے، وہ آپ ﷺ کی تفسیرات اور تشریحات اور آپ ﷺ سے حاصل کردہ بے مثال تربیت اور

دینی بصیرت کی روشنی میں میں نصوص سے احکام کے استنباط کی صلاحیت رکھتے تھے اور وہ قواعد کی تدوین کے محتاج نہیں تھے۔ البتہ بعد کے ادوار میں جب اسلام عرب سے عجم میں سرعت کے ساتھ پھیل رہا تھا اور جو نئی اقوام اپنے ماضی کے رجحانات کے ساتھ اسلام میں داخل ہو رہی تھیں، دین میں ان رجحانات کی آمیزش کا خدشہ تھا۔ نئے نئے لوگوں کے ساتھ نئے نئے مسائل بھی اسلام سے اپنا حل طلب کر رہے تھے۔ ایسے میں جو مسائل قرآن وحدیث میں صراحت کے ساتھ بیان نہیں ہوئے ہیں، ان کا حکم دریافت کرنا بڑا اہم مسئلہ تھا۔ دوسری طرف یہ اندیشہ تھا کہ کچھ ناعاقبت اندیش لوگ نصوص کی غلط تشریحات کر کے نئے مسائل کا حکم اپنی خواہش کے مطابق بیان کریں گے جس سے نصوص سے شارع کی صحیح منشا اور مراد کی بجائے اپنی منشا اور مراد کے مطابق احکام نکالے جائیں گے اور نصوص اپنی مقصدیت کھو دیں گی۔ اس لیے ضرورت اس بات کی تھی قرآن وسنت کی نصوص کی تعبیر وتشریح کے ان اصول کو مرتب کیا جائے جو استنباط احکام میں صحابہ کرامؓ اور اکابر تابعینؒ کے پیش نظر تھے۔

ان حالات کے پیش نظر تابعین کے دور میں فقہاء امت نے نصوص کی تعبیر وتشریح کے اصول کو مدون کیا۔ فقہاء کی جماعت سلامت روی، انقیاد واطاعت اور اخلاص وللّٰہیت کے زیور سے آراستہ تھی اور ان کے اندر نصوص فہمی، استنباطِ مسائل اور عربی زبان وادب کا ذوق سلیم اعلیٰ درجے کا موجود تھا۔ انہوں نے صحابہ کرامؓ اور تابعینؒ کے وضع کردہ اصول اور قرآن وسنت کے معانی تک پہنچنے کے لیے لفظی اور معنوی قواعد وضوابط مرتب کیے جن کے ذریعہ قرآن وسنت سے نئے حوادث کا حکم معلوم کرنے کا درست پیمانہ سامنے آگیا اور فقہاء کے لیے اس کے ذریعہ نصوص سے احکام کا استنباط بھی آسان ہو گیا۔ اس طرح اسلام غیروں کے دست برد اور باطل کی آمیزش سے محفوظ رہا۔

اصولِ تعبیر وتشریح کی تدوینِ اول

سب سے پہلے کس فقیہ نے اس موضوع پر قلم اٹھایا اس پر مؤرخین اور تذکرہ نگاروں نے بہت کچھ بحث کی ہے۔ اہل تشیع کا کہنا ہے کہ اس موضوع پر سب سے پہلے امام محمد باقرؒ اور امام جعفر صادقؒ نے اپنے شاگردوں کو کچھ قواعد املا کروائے تھے۔ احناف کے نزدیک امام ابو حنیفہؒ نے سب سے پہلے اس موضوع پر 'کتاب الرای' لکھی۔ اسی طرح امام محمدؒ نے بھی 'اصول الفقہ' کے نام سے ایک کتاب لکھی۔ امام ابو یوسفؒ کے بارے میں روایت ہے کہ انہوں نے سب سے پہلے امام ابو حنیفہؒ کے مذہب کے اصول پر لکھا۔ لیکن یہ سب تحریریں اس وقت موجود نہیں۔

اس وقت سب سے قدیم تحریر جو موجود ہے اور دنیا بھر میں دستیاب ہے اور متعدد زبانوں میں اس کے تراجم بھی موجود ہے وہ امام شافعیؒ کی 'الرسالۃ' ہے جس میں انہوں نے فقہ اور نصوص کی تعبیر وتشریح کے اصول پر بحث کی ہے۔ انہوں نے ان اصولی مسائل پر جو پہلی صدی ہجری کے اواخر اور دوسری صدی ہجری کے اوائل میں زیر بحث تھے، ایک جامع نقطہ نظر پیش کیا۔ اس لیے اکثر اہل علم کا اسی پر اتفاق ہے کہ اس موضوع کے مدون اول امام شافعیؒ ہیں۔ (مندور، ۸۹۔۹۱ ملخص)

شرعی نصوص کی تعبیر وتشریح کے لیے اصول سازی میں فقہاء کا کردار

فقہاء کی جماعت وہ جماعت ہے جس نے شرعی نصوص کی تعبیر وتشریح کی اصول سازی میں کلیدی کردار ادا کیا۔ فقہاء کرام نے نہ صرف صحابہ کرامؓ اور تابعینؒ کے اصول کو مرتب کیا بلکہ ان کی روشنی میں لغت اور دیگر مصادر سے بہت سے نئے اصول بھی وضع کیے۔ دوسری صدی ہجری کی ابتدا میں ہی اصول پر تالیفات اور تحریروں کا سلسلہ شروع ہو چکا تھا۔ امام ابو حنیفہؒ نے 'کتاب الرائے' کے نام سے کتاب تصنیف

فرمائی۔ اسی طرح امام محمدؒ نے 'کتاب اجتہاد الرای'، 'کتاب الاستحسان' اور 'کتاب اصول الفقہ' کے نام سے تین کتابیں مرتب کیں۔ امام مالکؒ نے اجماع اور عمل اہل مدینہ پر تحریریں لکھیں۔ پھر امام شافعیؒ نے اپنی شہرہ آفاق کتاب 'الرسالۃ' تحریر کی۔ پھر امام احمد ابن حنبلؒ نے 'طاعۃ الرسول'، 'الناسخ والمنسوخ' اور 'العلل' کے نام سے کتابیں لکھیں۔ ائمہ مذاہب کے بعد ان کے متبعین علماء اصول نے اس موضوع پر متعدد کتابیں تصنیف کیں۔ ائمہ مذاہب کی تحریروں میں زیادہ دیرپا اثرات امام ابو حنیفہؒ اور امام شافعیؒ کی تحریروں کے ہوئے جن کے متبعین نے ان کے کام کو آگے بڑھایا اور دو منفرد اسلوب سامنے آئے: ایک اسلوب حنفیہّ اور دوسرا اسلوب جمہور یا اسلوب شافعیہ۔

اسلوب حنفیہّ یا اسلوب فقہاء

اسلوب حنفیہّ استقرائی انداز (Inductive method) کا ہے یعنی اس میں ان فقہی جزئیات کا مطالعہ کیا جاتا جن میں فقہاء اور ائمہ نے نصوص کی تعبیر و تشریح کے ذریعہ حکم معلوم کیا اور ان منقول فقہی جزئیات میں غور کرکے ان کی پشت پر کارفرما کلیات اور اصول و قواعد کو دریافت کیا جاتا، جو نصوص سے جزئیات کا حکم نکالتے ہوئے فقہاء کے پیشِ نظر تھے۔ جوں جوں فقہی جزئیات اور فروعی مسائل میں غور و خوض ہوتا گیا ان کی پشت پر کارفرما اصول و قواعد بھی واضح ہوتے چلے گئے اور اس طرح اصول فقہ یا اصول تعبیر کا فن مرتب ہوتا گیا۔ چونکہ اس اسلوب کی توجہ کا مرکز ائمہ احناف کے اجتہادات اور فقہی جزئیات رہیں اس لیے اس کو 'اسلوب حنفیہّ' یا 'اسلوب فقہاء' کا نام دیا گیا۔

اس اسلوب پر لکھی جانے والی کتابوں میں امام ابو بکر جصاصؒ (۳۷۰ھ) کی 'اصول الجصاص'، علامہ فخر الاسلام بزدویؒ (۴۸۲ھ) کی 'اصول البزدوی' اور علامہ شمس الائمہ سرخسیؒ (۴۹۰ھ) کی 'اصول السرخسی' نمایاں اور مشہور ہیں۔

اسلوب جمہور یا اسلوب متکلمین

اسلوب جمہور استخراجی انداز (deductive method) کا ہے یعنی اس میں فقہی جزئیات میں غور کی بجائے قرآن و سنت کی نصوص، عقلی استدلال اور دیگر مصادر سے اصول فراہم کیے جاتے، پھر ان اصول پر فقہی جزئیات کا استنباط کیا جاتا۔ سب سے پہلے اس اسلوب سے شافعی فقہاء نے کام لیا اس لیے اس کو 'اسلوب شافعیہ' بھی کہا جاتا ہے۔ شوافع کے بعد مالکیہ اور حنابلہ نے بھی اسی اسلوب کو اپنایا اس لیے اس کو 'اسلوب جمہور' کہا جاتا ہے۔ استخراجی اسلوب چونکہ متکلمین اور علم کلام کے ماہرین کے ہاں زیادہ معروف و مستعمل ہے اس لیے اس کو 'اسلوب متکلمین' بھی کہا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس اسلوب پر اکثر معتزلی فقہاء اور متکلمین نے کتابیں لکھی ہیں۔ اس اسلوب پر لکھی جانے والی کتابوں میں علامہ ابوالحسین بصری معتزلیؒ (۴۳۶ھ) کی 'المعتمد'، امام الحرمین علامہ جوینیؒ (۴۷۸ھ) کی 'البرہان' اور امام غزالیؒ (۵۰۵ھ) کی 'المستصفی' نمایاں اور مشہور ہیں۔

یہ دونوں اسلوب دوسری صدی ہجری کے اواخر سے واضح اور نمایاں ہونا شروع ہوگئے تھے اور تقریباً تین ساڑے تین سو سال تک ایک دوسرے کے متوازی ترقی کرتے رہے۔ چھٹی صدی ہجری کے وسط سے یہ دونوں اسلوب ایک دوسرے کے قریب آنا شروع ہوگئے اور ایک تیسرے اسلوب نے جنم لینا شروع کیا جو ان دونوں اسالیب کا مجموعہ بلکہ امتزاج تھا۔ (ڈھلوں ۲۰۱۲، ۱/۵۵)

مشترک یا جامع اسلوب

اس تیسرے اسلوب میں گذشتہ دونوں اسالیب، اسلوب فقہاء اور اسلوب متکلمین کو یکجا کر دیا گیا۔ اس اسلوب کا مقصد پہلے دونوں اسالیب کی خوبیوں کو ایک جگہ سمونا اور پچھلے تمام اصولیین کی فکری کاوشوں کو یکجا کرکے ان میں امتزاج پیدا کرنا تھا۔ اس اسلوب میں اسلوب متکلمین

کے مطابق اصول کا اثبات قرآن و سنت اور عقلی استدلال سے کیا جاتا، پھر اسلوب فقہاء کے مطابق ان اصول کو ائمہ سے منقول فقہی جزئیات پر منطبق کرکے ان کی صحت کو پرکھا جاتا۔ اگر اس انطباق کے نتیجے میں وہ کلیات اور اصول و قواعد درست ثابت ہو جائیں تو ان کو حتمی سمجھا جاتا۔ ساتویں صدی ہجری کے اوائل سے جو کتابیں لکھی گئیں وہ اکثر و بیشتر اسی اسلوب کے مطابق تھیں۔ تمام مذاہب کے فقہاء نے اس اسلوب پر کتابیں لکھیں۔ یہ اسلوب اتنا مقبول ہوا کہ ساتویں صدی ہجری سے موجودہ دور تک یہی اسلوب رائج ہے۔

اس اسلوب کے مطابق لکھی جانے والی کتابوں میں سب سے نمایاں علامہ ابن الساعاتیؒ (۶۹۴ھ) کی 'بدیع النظام الجامع بین اصول البزدوی والاحکام' ہے جس میں انہوں نے علامہ بزدوی حنفیؒ کی 'اصول البزدوی' اور علامہ آمدی شافعیؒ کی 'الاحکام' کو جمع کیا۔ اس کے بعد صدر الشریعہ عبید اللہ بن مسعودؒ (۷۴۷ھ) نے 'تنقیح الاصول' لکھی جس میں انہوں نے علامہ بزدوی حنفیؒ کی 'اصول البزدوی' اور علامہ رازی شافعیؒ کی 'المحصول' اور علامہ ابن الحاجب مالکیؒ کی 'المختصر' کی جمع اور تلخیص کی۔ یہ کتاب اُس دور کے رجحان کے مطابق نہایت مختصر تھی۔ کتاب کو عام فہم بنانے کے لیے خود مصنف ہی نے اس کی شرح 'التوضیح' کے نام سے لکھی۔ پھر اِسی 'التوضیح' کی شرح 'التلویح' کے نام سے علامہ سعد الدین تفتازانیؒ (۷۹۳ھ) نے لکھی۔ اسی طرح علامہ تاج الدین سبکیؒ (۷۷۱ھ) نے 'جمع الجوامع' لکھی جس کو انہوں نے اصول فقہ کی سو کتابوں سے استفادہ کرتے ہوئے تیار کیا اسی لیے انہوں نے اس کا نام جمع الجوامع رکھا۔ اسی طرح علامہ ابن الہمامؒ (۸۶۱ھ) کی 'التحریر' اور علامہ محب اللہ بن عبد الشکورؒ (۱۱۱۹ھ) کی 'مسلم الثبوت' اور اسی کی شرح 'فواتح الرحموت' نمایاں اور مشہور ہیں۔ (زحیلی ۲۰۰۰، ۲۷ ملخص)

مختلف قانونی نظاموں میں تعبیر و تشریح کے اصول

اسلامی قانون کے علاوہ دیگر مختلف قانونی نظاموں میں چار قانونی نظام ہیں جن کو دنیا میں شہرت ملی۔ ان میں سب سے قدیم حمورابی کا قانون ہے جو ۱۷۵۰ قبل مسیح گذرا ہے۔ یہ دنیا کا قدیم ترین قانونی مجموعہ ہے جو ۲۸۲ دفعات پر مشتمل تھا اور ایک بڑی پتھر کی تختی پر کندہ کرایا گیا تھا۔ دوسرا قدیم قانونی نظام یہودی قانون ہے۔ تیسرا قانون ہندوؤں کو منوشاشتر اور چوتھا دنیائے مغرب کا قانون رومن لاء ہے جو پہلی بار ۴۵۰ قبل مسیح بارہ تختیوں پر لکھا گیا اور پھر چھٹی صدی عیسوی میں رومی فرمانروا جسٹینین نے اس کو از سر نو مرتب کروایا۔ لیکن یہ سب قوانین محض دفعات کی شکلوں میں تھے۔ اصول قانون اور تعبیر و تشریح کے اصولوں سے یہ قانونی نظام ناواقف تھے۔ ڈاکٹر محمود احمد غازیؒ فرماتے ہیں:

"ان میں سے کسی قانون کے پاس اصول قانون نام کا کوئی فن موجود نہیں تھا۔ قوانین یعنی جزوی ہدایات اور فروعی احکام تو موجود تھے جس کے لیے قانون کی ایک اصطلاح ہے Corpus Juris۔ تو کارپس جورس یعنی Body of the Law تو موجود تھی، جزوی احکام اور رولنگز کا مجموعہ تو موجود تھا لیکن اس پورے مجموعہ کو منظم انداز میں کیسے دیکھا جائے، اس کے قواعد کیا ہوں، ان کی تعبیریں کیسے کی جائیں، ان قواعد کو دریافت کیسے کیا جائے، ان کے پیچھے سند کیا ہو گی، کون سا قاعدہ درست اور کون سا غلط ہو گا، اس کا کوئی اصول ہونا چاہیے، ایسی کوئی چیز دنیا کے پاس موجود نہیں تھی۔۔۔ گویا ۱۷۵۰ق م سے لے کر کم و بیش ۱۷۵۰ب م تک ۳۵۰۰ سال دنیا کے پاس اصول قانون نام کا کوئی فن موجود نہیں تھا۔ مغربی دنیا میں یہ فن پچھلے ڈیڑھ دو سو سالوں میں پیدا ہوا ہے۔" (غازی 2005، ۲۷)

چھٹی صدی عسوی میں ہی اسلام نے دنیا کو ایک نئے مذہب اور نئے قانون سے روشناس کرایا۔ اسلامی تہذیب اور اسلامی قانون تیزی سے دنیا میں پھیلنے لگا۔ اسلامی قانون پر فقہاء نے اس قدر کام کیا کہ ایک صدی بعد ہی اصول فقہ اور اصول تعبیرِ قانون کے نام سے ایک فن وجود میں آ گیا جس میں قانون کے اصول، قانون کے مآخذ، قانون کا فلسفہ، نصوص کی تعبیر و تشریح کے اصول اور قواعد منظم انداز میں بیان کر دیے

گئے۔ ڈاکٹر محمود احمد غازیؒ فرماتے ہیں: "امام شافعیؒ نے دنیائے قانون کے اس تصور (اصولِ قانون) کی طرف آنے سے بارہ سو سال پہلے 'کتاب الرسالۃ' لکھ دی تھی اور یہ کتاب دنیائے اسلام میں روز اول سے عام ہو گئی تھی۔ اس لیے یہ مسلمان فقہاء کی بالعموم اور امام شافعیؒ کی بالخصوص اتنی بڑی دَین ہے کہ دنیائے قانون ان کے احسان کے ہمیشہ زیرِ بار رہے گی کہ پوری دنیا کو انھوں نے قانون کے ایک نئے شعبہ فن سے متعارف کرایا۔" (غازی۲۰۰۵،۲،۷)

نتائج بحث

حضور اقدس ﷺ اللہ کے آخری نبی اور قرآن آخری کتاب ہے۔ نہ ان کے بعد کوئی نبی آئے گا اور نہ ہی کوئی الٰہی کتاب آئے گی۔ قرآن مجید اور سنت نبوی میں قیامت تک انسانوں کے تمام مسائل کے حل کے لئے ہدایات موجود ہیں۔ قرآن وسنت کی نصوص کی وسعت اور اعجاز کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ قرآن کی محدود آیات اور سنت کی محدود احادیث جن کو نصوص احکام کہا جاتا ہے، ان لامحدود مسائل کا حل فراہم کرتی ہیں جو قیامت تک سامنے آئیں گے۔ تمام اسلامی قوانین واحکام، شخصی، عائلی، مالی، دیوانی، فوجداری، ملکی اور بین الاقوامی کا استنباط انہی محدود قانونی نصوص کی تعبیر وتشریح کے ذریعہ کیا جاتا ہے۔

تاہم قرآن وسنت کی ان قانونی نصوص کی تعبیر وتشریح اور ان سے احکام اور قوانین کا استنباط چند اصول اور قواعد وضوابط کا پابند ہے جو صحابہ کرامؓ اور تابعینؒ اور فقہاء کے پیش نظر تھے۔ قران وسنت کی قانونی نصوص کی تعبیر وتشریح کے یہ اصول تابعینؒ کے دور سے مدون ہونا شروع ہوئے۔ ان اصول کو اصولِ تعبیر قانون یا اصولِ تفسیر قانون (Principles of interpretation of statute) کہا جاتا ہے۔ قانون کی تعبیر وتشریح کا یہ فن درحقیقت مسلمان فقہاء کی ایجاد ہے۔ ان سے پہلے، دنیائے قانون قانون کے اس شعبہ سے ناواقف تھی۔

مصادر ومراجع

ابن انس، امام مالک. *موطا امام مالک*. امارات: مؤسسة زاید بن سلطان، ۲۰۰۴.

ابن حنبل، احمد. *مسند احمد*. بیروت: مؤسسة الرسالة، ۱۹۹۹.

ابو حامد، محمد بن محمد، الغزالی. *المستصفی*. بیروت: دار الکتب العلمیہ، ۱۹۹۳.

ابوالحسین، ابن الحجاج، مسلم. *صحیح مسلم*. بیروت: داراحیاء التراث العربی، ۱۹۵۵.

ابو بکر، محمد بن عبداللہ، ابن العربی. *المحصول*. عمان: دار البیارق، ۱۹۹۹.

القرآن

جلال الدین، عبدالرحمٰن بن ابی بکر، سیوطی. *الاتقان فی علوم القرآن*. مصر: مکتبة الهیئة المصریة للکتاب، ۱۹۷۴.

دکتور محمد عبدالرحمٰن، مندور. *مقدمة التحقیق علی الکاشف عن المحصول*. بیروت: دار الکتب العلمیہ، بلاتاریخ.

دکتور وہبہ، زحیلی. *اصول الفقه ومدارس البحث فیه*. دمشق: دار المکتبی، ۲۰۰۰.

ڈاکٹر عرفان خالد، ڈھلوں. *علم اصول فقہ*. اسلام آباد: ادارہ تحقیقات اسلامی، ۲۰۱۲.

ڈاکٹر محمود احمد، غازی. *محاضرات فقہ*. لاہور: الفیصل پبلشرز، ۲۰۰۵.

سجستانی، سلیمان بن اشعث، ابوداود. *سنن ابوداود*. بیروت: دار الفکر، بلاتاریخ.

صدیق حسن خان، قنوجی. *نیل المرام من تفسیر آیات الاحکام*. بیروت: دار الکتب العلمیہ، ۲۰۰۳.

عسقلانی، احمد بن علی، ابن الحجر. *النکت علی کتاب ابن الصلاح*. مدینہ منورہ: مکتبة عمادة البحث العلمی، ۱۹۸۴.

محمد بن احمد، ابوزہرہ. *اصول الفقہ*. بیروت: دارالفکر العربی، ۱۹۵۷.
محمد بن اسماعیل، بخاری. *صحیح بخاری*. بیروت: دار طوق النجاۃ، ۲۰۰۱.
محمد بن عیسی، ترمذی. *سنن الترمذی*. بیروت: داراحیاء التراث العربی، بلا تاریخ.
مولوی فیروزالدین، فیروز. *فیروز اللغات*. کراچی: فیروز سنز، ۲۰۱۰.

English References

Abu Daud, Sajistani, Suleman bin Ashas. *Sunan Abu Daud*. Beirut: Dar-ul-Fikr, n.d.
Abu Zuhrah, Muhammad bin Ahmad. *Usol-ul-Fiqh*. Beirut: Dar-ul-Fikr al-Arabi, 1957.
Al-Ghazali, Abu Hamid, Muhammad bin Muhammad. *Al-Mustasfa*. Beirut: Dar-ul-Kutub al-ilmia, 1993.
Al-Quran. n.d.
Al-Suyuti, Jalaluddin, Abdur Rahman bin Abubakr. *Al-Itqaan fi Uloom al-Quran*. Egypt: Makatbat-ul-hai'ah, 1974.
Bukhari, Muhammad bin Ismail. *Sahih Bukhari*. Beirut: Dar Tauq al-najah, 2001.
Dhiloon, Dr. Irfan Khalid. *Ilm-e-Usol-e-Fiqh*. Islamabad: Islamic Research Institute, 2012.
Ferozuddin, Molvi. *Fairoz-ul-Lughaat*. Karachi: Feroz Publishers, 2010.
Ghazi, Dr. Mahmood Ahmad. *Muhazrat-e-Fiqh*. Lahore: Al-Faisal publishers, 2005.
Ibn Humbal, Ahmad. *Musnad Ahmad*. Beirut: Moasasat-ul-risalah, 1999.
Ibn-ul-Arabi, Abubakr, Muhammad bin Abdullah. *Al-Mahsool*. Umman: Darulbayariq, 1999.
Ibn-ul-Hajar, Asqalani, Ahmad bin Ali. *Al-Nikat alaa kitab ibn al-Salah*. Al-Madinah Al-Munawarah: Maktaba imadat-ul-bahs al-ilmi, 1984.
Imam Malik, ibn e Anas. *Moatta Imam Mailik*. UAE: Moasasa Zaid bin Sultan, 2004.
Mandoor, Dr. Muhammad Abdul Rahman. *Muqadama alel kashif en il-mahsool*. Beirut: Dar-ul-Kutub al-ilmia, n.d.
Muslim, Abul Husain, ibn ul hujjaj. *Sahih Muslim*. Beirut: Dar ihya al-turas al-arabi, 1955.
Salmond, John. *Jurisprudence*. London: Steven and Haynes, 1913.
Siddiq Hasan Khan, Qanuji. *Nail-ul-Muram Min Tafseer Ayaat al-Ahkaam*. Beirut: Dar-ul-Kutub al-ilmia, 2003.
Tirmizi, Muhammad bin Eisa. *Sunan Tirmizi*. Beirut: Dar ihya al-turas al-arabi, n.d.
Zuhaili, Dr. Wahba. *Usol-ul-Fiqh wa madaris-ul-bahs fih*. Syria: Dar-ul-maktabi, 2000.